

ایک جدید ریاست کو درپیش مشکلات: ایک 'اسلامی متبادل' کے تصورات
آغا خان یونیورسٹی، لندن، 6 مئی 2014

آیت اللہ خمینی کا سیاسی نظریہ اور عوامی مفاد

محسن کادیور (Mohsen Kadivar)

آیت اللہ خمینی (1902-89) بیسویں صدی کے سب سے زیادہ بارسوخ مسلمان قائدین اور تاریخ میں اہم ترین شیعہ شخصیات میں سے ایک تھے۔ اگرچہ وہ ایک صوفی، فلسفی، قانون دان، عالم دین اور شاعر تھے، تاہم ان کے بڑے کارنامے دو شعبوں میں تھے۔ اول، وہ ایک کامیاب سیاستدان تھے، جنہوں نے 1979 کے اسلامی انقلاب کی قیادت کی – جو بیسویں صدی کے مقبول ترین انقلابات میں سے ایک تھا، اور اپنے ملک پر دس سال کے لئے حکمرانی کی۔ انہوں نے مسلمانوں کی عزتِ نفس کو سہارا دیا، ایک قوتِ عمل رکھنے والی اسلامی شناخت کی تعمیر نو کی اور بعد از نو آبادیاتی عہد میں ثقافتی اور سماجی و سیاسی آزادی کا نفاذ کیا۔ دوم، انہوں نے سیاسی اسلام میں عوامی دلچسپی کے کردار سے متعلق ایک نیا تصور پیدا کیا، جس سے میری مراد ایک اسلامی ریاست ہے۔ لہذا ایک اہم سیاستدان اور مذہبی پیشوا ہونے کے علاوہ، وہ شیعہ اسلام میں ایک اہم سیاسی نظریہ ساز بھی تھے۔ اس مقالے میں میری توجہ کا مرکز آیت اللہ خمینی کا نظریاتی حصہ ہے، لیکن میں معاصر سیاست میں ان کے عملی امور کے بارے میں بات چیت نہیں کروں گا۔

اگرچہ خمینی کا *الولایۃ المطلقہ للفقہیہ* (ماہرینِ قانون کی مطلق سرپرستی) کا نظریہ خوب معروف تھا، تاہم انہوں نے اپنا مثالی نظریہ تشکیل دینے سے پہلے تین نظریات کے ساتھ تجربہ کیا تھا۔ اس طریقہ عمل کو "ان کے سیاسی نظریے کا ارتقاء" کہتے ہیں۔ ان چاروں نظریات کو ان شہروں کے ساتھ منسوب کیا جا سکتا ہے، جن میں رہ کر انہوں نے ان کو تفصیل کے ساتھ تیار کیا، یعنی: قم، نجف، پیرس اور تہران۔¹

نظریہ قم

کشف الاسرار (رازوں کی پردہ کشائی)، ایک کتاب جو 1942 میں قم سے شائع کی گئی، میں نوجوان خمینی نے آئینی تحریک کے وقت میں نجف کے شیعہ حکام، مثلاً محمد حسین غراوی نائینی (متوفی 1936) کے نقطہ ہائے نظر کی وکالت کی۔ *تنبیہ الامم و تنازع الملک*، ایک بنیادی کتاب، جو 1908 میں شائع ہوئی، میں نائینی نے *فقہیوں کی اجازت اور ان کی قانونی نگرانی کے تحت ایک جمہوری طور پر منتخب حکومت اور پارلیمان کے جواز کے بارے میں استدلال* پیش کیا۔ نوجوان خمینی نے ایسے مسائل کو واضح طور پر تفصیل سے پیش کیا، مثلاً حکمرانی، ولایتِ فقہیہ، سیاست میں اہل مذہب کا کردار، حکومتوں سے اہل ایمان کی

¹ میں نے پہلی مرتبہ ان چار نظریات کا ذکر جولائی 1997 میں کیا تھا۔ یہ 2000 میں میری کتاب *Deliberation on the problem of wilayat al-faqih, in Daghdaghehaye (The Concerns of Religious State)*، کے ایک باب کے طور پر شائع کیا گیا تھا۔ تہران، نئے پبلشرز، صفحہ 144-167

توقعات، ملوکیت کے بارے میں ماہرین قانون کی سمجھ بوجھ، آئینی ریاست و علی بذالقیاس۔ اس کتاب کے اہم نکات کا خاکہ حسب ذیل ہے:

- ولایت فقیہہ قانونی طور پر اخذ شدہ (الفار الفقیہی) (*al-far' al-fiqhi*) ہے، دینیات سے متعلق ایک مسئلہ یا اسلام یا شیعہ مذہب میں عقیدے کا ایک بنیادی اصول نہیں۔
- قانونی طور پر ماخوذ یہ موضوع نہ توفیقہ یا مذہب کے ضروری مسائل (الضروریات) میں سے ہے، نہ ہی ان مسائل میں ہے، جس پر ماہرین قانون اتفاق رائے رکھتے ہیں۔ اس کی بجائے، یہ ماہرین قانون میں ایک متنازعہ مسئلہ ہے، لوگ جس کی وکالت بھی کرتے ہیں اور مخالفت بھی۔
- ولایت الفقیہہ میں متنازعہ نکات دو میدانوں میں ہیں: پہلے شریعت میں اس کی صداقت ہے؛ دوسرے فقیہہ کے اختیار اور حاکمیت کے میدان عمل کی حدود سے متعلق ہے۔ کئی ماہرین قانون امور عامہ میں فقیہہ کے کم از کم اختیار میں یقین رکھتے ہیں جس کو کسی حالات میں بھی معطل نہیں کیا جا سکتا۔ اس اختیار کو ولایت الفقیہہ فی الامور حسبیہ کہا جاتا ہے۔ بعض ماہرین قانون فقیہہ کے لئے مضبوط تر اختیار میں یقین رکھتے ہیں جو پورے عوامی میدان عمل کا احاطہ کرتا ہو۔ اس کو الوالیۃ الاماللقہا کہا جاتا ہے۔
- ولایت الفقیہہ کا مطلب فقیہہ کی حکمرانی یا براہ راست انتظام نہیں ہے بلکہ ماہر قانون کے ذریعے نگرانی (نظارت الفقیہہ) ہے۔
- آئینی ملوکیت مذہبی طور پر قابل قبول ہوگی اگر اس کے آئین کو نافذ کیا جائے اور محفوظ رکھا جائے۔
- اسلامی ریاست (دینی حکومت) ماہر قانون حاکم (ولایت الفقیہہ) کی غیر موجودگی میں ممکن ہے، اگر انتظامیہ اسلامی قانون (شریعت) پر مبنی ہو، اور مجتہد قانون سازی کے عمل کی نگرانی کریں، جیسا کہ 1907 کے ایرانی آئین کی ترمیم کی دفعہ دو میں ہے۔

قم کے عرصے میں خمینی کے سیاسی نظریے کو ہم ماہرین قانون کی اجازت اور نگرانی کے ساتھ آئینی حکومت کا نظریہ کہہ سکتے ہیں، جو در اصل عوامی میدان عمل میں ماہرین قانون کی سرپرستی (الوالیۃ الاماللقہا) یا ماہر قانون کی مطلق سرپرستی (الوالیۃ المطلق للفقہا) کے نظریے سے کافی دور ہے۔

نظریۂ نجف

یہ عرصہ قم میں 1960 کے اوائل میں شروع ہوا، 1964 میں خمینی کی ترکی میں جلاوطنی میں جاری رہا اور 1965-1978 تک عراق میں ان کی جلاوطنی کے دوران جاری رہا۔ اس وقفے میں ان کے نظریے کو نظریۂ نجف کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ اس عرصے کے زیادہ تر حصے میں (تقریباً 14 سال) نجف میں رہے۔

انہوں نے فقہ اور فقہ کے طریقے (اصول الفقہ) میں متعدد کتابیں لکھیں۔² ہمیں جلاوطنی سے پہلے ان کی دو کتابوں الرسائل اور تہذیب الاصول میں فقہ کے طریقے ولایت الفقیہ کا ایسا ہی تصور مل سکتا ہے، یہ دونوں کتابیں ان کی جلاوطنی سے پہلے کی ہیں۔ بعد الذکر ان کے وہ ملفوظات تھے جو ان کے ایک شاگرد جعفر سبحانی نے تحریر کئے تھے۔

خمینی نے 64-1965 میں برصہ، ترکی میں اپنی جلاوطنی کے دوران تحریر الوسیلہ کے نام سے اپنا فتویٰ کا کتابچہ دو جلدوں میں تحریر کیا۔ انہوں نے حالیہ صدیوں میں پہلی مرتبہ فتویٰ کے کتابچے میں نیکی کا حکم دینے اور بدی سے منع کرنے (امر بالمعروف اور نہی عن المنکر) کا فراموش شدہ باب پیش کیا۔ یہ باب اسلامی انقلاب کے نظریہ کے لئے بنیاد فراہم کرتا ہے۔ ایسی متعدد شرائط ہیں جن کے تحت نیکی کا حکم دینے اور بدی سے منع کرنے کو لازمی خیال کیا جاتا ہے۔ ان شرائط میں سے ایک شرط اس مذہبی فرض کی اثر پذیری کے امکان کے بارے میں ہے۔ خمینی نے اس شرط میں ایک اختراعی نکتے کا اضافہ کیا جو ان کے انقلابی نظریے کی بنیاد ہے: بدی سے منع کرنے (تاثیر پذیری کے امکان) کی اس شرط کو ان صورتوں میں منسوخ کر دیا گیا جہاں بدی اسلام کے جوہر کو ہدف بناتی ہے، اور ان لازمی برائیوں کے خلاف علماء کی خاموشی اہل ایمان کے اعتماد کو تباہ کر دیتی ہے۔ تحریر الوسیلہ کے اس باب کے اختتام پر خمینی نے اپنے نئے نظریے کا اظہار فتوے کے طور پر کیا:

- امام مہدی کے اخفاء کے وقت میں، مقدس قانون ساز (الشریع المقدس) کے ذریعے انصاف پسند ماہرین قانون کو لوگوں کی سرپرستی (الولایہ) پر مامور (المنسوب) کیا گیا ہے۔ عوامی میدان عمل میں ان ماہرین قانون حکمرانوں کا اختیار پیغمبر اور اماموں کے اختیار جتنا ہے۔ فقیہ کی غیر موجودگی میں یا اس کی اجازت کے بغیر حکمرانی شیطان کا نظم و نسق (طاغوت) ہے۔

خمینی کے مطابق تمام انصاف پسند ماہرین قانون حکمرانی کے اہل ہیں۔ مقدس قانون ساز اس جملے میں خدا، اس کے پیغمبر اور بے خطا اماموں خصوصاً بارہویں امام کا حوالہ دیتا ہے، پوشیدہ امام ماہرین قوانین کو اس معزز کام کے لئے تعینات کرتے ہیں۔ وہ پوشیدہ امام کے نمائندے ہوتے ہیں اور انہیں عوامی میدان عمل میں تمام اختیار حاصل ہوتے ہیں۔ ایک درست اسلامی ریاست ایک فقیہ کی زیر قیادت دینی حکومت ہی ہے۔

² فقہ اور 'اصول الفقہ' میں خمینی کی تمام کتابیں شیعہ آن لائن لائبریری: <http://shiaonlinelibrary.com> میں مل سکتی ہیں۔ خمینی کا انگریزی میں کام: حامد الغار (ایڈیٹر و مترجم)، *Islam and Revolution: Writings and Declarations of Imam Khomeini (1941-1980)*, Berkeley: Mizan Press, 1981

خمینی نے ولایت الفقیہ کے نظریے سے متعلق تدریس و تحریر کا آغاز نجف کی دینی تربیت گاہ میں کیا۔ ان کے لیکچر فارسی میں حکومت اسلامی (اسلامی حکمرانی)³ کے نام سے 1970 کے اواخر میں بیروت میں شائع ہوئے تھے۔ اس کتاب کے متنازعہ نکات میں سے ایک یہ ہے:

- لوگوں کے لئے ماہر قانون کا کردار بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ کم سن بچوں کے لئے نگہبان کا ہوتا ہے۔ خود فقہیہ کے ذریعے یا اس کی اجازت اور تصدیق سے کئے گئے فیصلے کے سوا کسی عمل یا فیصلے کو عوامی میدان عمل میں قبول نہیں کیا جاتا۔

ان کی 1973 میں مطبوعہ پانچ جلدوں پر مشتمل کاروبار کی کتاب 'کتاب البیع' کا ایک باب خصوصی طور پر اس مسئلے پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ انہوں نے شیعہ اماموں کے اقوال اور کسی قدر دلائل پر مبنی استدلال کے ذریعے عوامی میدان عمل ('الوایت الاماللفقہ') میں ماہرین قوانین کی سرپرستی کو تفصیل سے بیان کیا۔ ملا احمد نراقی (متوفی 1827) عوائد الایام میں، محمد حسین نجفی (متوفی 1846) جواهر الکلام میں اور سید حسین نوروردی (متوفی 1961) جیسے علما خمینی سے پہلے بھی ماہرین قوانین کے اختیار کی قلمرو کو امور عامہ تک پھیلانے میں ایمان رکھتے تھے۔ آیت اللہ خمینی نے ایک اسلامی ریاست کے لئے ایک سیاسی نظریے کے طور پر اپنے پیشروؤں کے نظریے کی تعمیر نو کی۔ ان کی بڑی کتاب کے مطابق:

- ماہرین قوانین پر امور عامہ کا انتظام سنبھالنے کا فرض ایک مجموعی فرض (الواجب الکفائی) کے طور پر عائد ہوتا ہے، اور ان میں سے کسی ایک کے حکمرانی کا آغاز کرنے کے بعد، دیگر ماہرین قوانین کو چاہئے کہ اس کی حمایت کریں اور اس کے احکام کی مخالفت نہ کریں۔ عوام کو بھی ان کی پیروی کرنی چاہئے اور ایک مذہبی فریضے کے طور پر ماہر قانون حکمران کی اطاعت کرنی چاہئے۔
- ماہرین قوانین کی سرپرستی کا تصور خود سے ظاہر ہے۔ جونہی آپ اس کو سمجھ جائیں گے، تو آپ یقیناً اس سے اتفاق کر لیں گے۔
- اسلامی ریاست قانون پر مبنی ریاست ہوتی ہے۔ قانون شریعت کے علاوہ کچھ نہیں۔ تمام قانونی فرامین اس اسلامی ریاست کے عناصر ہیں جنہیں ایک سماجی انصاف قائم کرنے کے لئے شروع میں تشکیل دیا گیا تھا۔ انصاف اسلامی ریاست کا ہدف ہوتا ہے، فقہ ایک جامع دستور العمل ہے، اور فقہیہ اس کا فرمانروا ہوتا ہے۔

خمینی کی اس زمانے کی کتابوں میں لوگوں کے حقوق، ووٹوں، پارلیمنٹ میں نمائندگان، اختیارات کی علیحدگی، اور شہریوں کے سامنے ذمہ داری کے بارے میں کچھ نہیں ہے۔ نجف کا سیاسی نظریہ ایک حقیقی

³ کتاب: اسلامی حکومت کا ایک انگریزی ترجمہ۔ مترجم جوانٹ پبلیکیشنز ریسرچ سروس، مانور بکس، 1979۔

دینی حکومت کے بارے میں ہے۔ یہ نظریہ ایک جدید ریاست سے کافی مختلف تھا اور قم کے کسی قدر جمہوری نظریے کی نسبت بہت زیادہ پس ماندہ تھا۔ قم کے زمانے میں وہ قانون سازی میں ماہرینِ قوانین کی نگرانی میں یقین رکھتے تھے۔ اس کی بجائے، نجف کے زمانے میں، وہ ماہرینِ قوانین کی سرپرستی اور حکمرانی کے بارے میں دلیل دیتے تھے۔

نظریہ پیرس

آیت اللہ خمینی نے 1977 میں مزید عوامی بیانات جاری کئے اور مزید تقاریر کیں۔ عراقی حکومت نے انہیں تنبیہ کی کہ خاموش رہیں یا ایک اور جلا وطنی کے خطرے کا سامنا کریں۔ خمینی پیرس چلے گئے اور ملوکیت کے خلاف اپنی جد و جہد بین الاقوامی طور پر جاری رکھی۔ ان کے سیاسی نظریات کو ترقی دینے کا تیسرا عہد 77-1979 کے سالوں پر مشتمل تھا، جس میں نجف کی جلا وطنی کے آخری مہینے، پیرس میں رہائش کے چند مہینے، تہران میں چند ماہ اور آخر میں ان کی قم واپسی کا آغاز شامل تھا۔ میں اس وقفے کو ان کے بین الاقوامی انٹرویوز کی اہمیت کی بنا پر پیرس کا زمانہ کہتا ہوں۔ ان کے انٹرویوز اور خصوصاً ایرانی حکومت کو ایک اسلامی ریاست میں بدلنے کے پیغام کی بین الاقوامی میڈیا نے خوب اشاعت کی۔ اس زمانے کے اہم نکات یہ ہیں:

- ملوکیت ایک غیر قانونی ادارہ ہے اور 1906 کے آئین اور اس کی ترامیم کو کبھی نافذ نہیں کیا گیا۔
- نئے نظام حکومت کا ہدف قانون شریعت کا نفاذ ہے، جو ایک انسانی معاشرے کے لئے کامل ترین منصوبہ ہے۔
- اسلامی ریاست ایک "اسلامی جمہوریہ" ہوگی (موسم خزاں 1978، فگارو کے ساتھ انٹرویو)۔
- ان نئے معنوں میں ایک جمہوریہ وہی ہے جو یورپی ممالک جیسے فرانس میں بھی عام ہے (جہاں وہ رہائش پذیر تھے)۔
- اسلامی جمہوریہ ایک ایسا نظام حکومت ہے جس میں حکمران کی پالیسیاں اسلامی قانون پر مبنی ہوتی ہیں، اور شہری اپنا حکمران منتخب کرتے ہیں۔
- شہریوں کو حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اسلامی جمہوریہ کے حکمران اور حکومتوں پر تنقید کر سکیں، ان سے سوالات کر سکیں اور ان پر اعتراض کر سکیں۔
- ہر نسل اور معاشرے کو اپنے مقدر کا تعین کرنے اور عوامی پالیسیاں بنانے کا حق حاصل ہے۔ ایرانیوں کی رضامندی اسلامی جمہوریہ کی ایک اہم بنیاد ہوگی۔ (وہ عموماً شریعت اور لوگوں کی رضامندی کے نفاذ کو ملانے کی بات کیا کرتے تھے، لیکن ملانے کے اس عمل کے طریقے اور تفصیلات کو واضح نہیں کرتے تھے)۔
- آزادی اظہار، اقلیتوں کے حقوق، اور عورتوں کے حقوق کا اسلامی قانون میں احترام کیا جاتا ہے – انہوں نے اس موقف کی وضاحت صحافیوں کے تفکرات کے جواب میں کی۔
- نظام حکومت میں تبدیلی ایک قومی ریفرنڈم کے ذریعے وقوع پذیر ہوگی۔

- میرا، نیز دیگر اصحاب دین کا کردار نگرانی اور روحانی رہنمائی ہوگی نہ کہ حکمرانی اور نظم و نسق۔ میری نگرانی ریاست کو گمراہ ہونے سے بچانے کے لئے ہے۔

یہ اس اسلامی جمہوریہ کا خاکہ ہے جس کو 98.2% ایرانیوں نے نظام حکومت کے تغیر کے لئے یکم اپریل 1979 کو ہونے والے ریفرینڈم میں چنا۔ نظام حکومت کے اصولوں میں کسی تبدیلی کے لئے شہریوں کا ایک اور ریفرینڈم اور اجازت درکار ہے۔ خمینی نے موسم گرما تک کے اس وقفے میں "ماہر قانون کی سرپرستی (ولایت الفقیہ) کی اصطلاح کبھی استعمال نہیں کی تھی۔ انہوں نے کبھی بیان نہیں دیا کہ اسلامی جمہوریہ سے مراد فقیہ کی حکمرانی والا نظام حکومت ہے، اور یہ کہ عوام (جمہوریہ) کو چاہئے کہ اس کو لازماً قبول کریں۔ جب ایرانیوں نے ریفرینڈم میں ہاں کا ووٹ دیا تو وہ اس عجیب تشریح سے آگاہ نہ تھے۔

یہ جاننا دلچسپ ہے کہ ایرانی آئین، جس کو خمینی کے حکم کے مطابق تحریر کیا گیا تھا اور انہوں نے اس کو منظور بھی کیا تھا، کے پہلے مسودے میں "ماہر قانون کی سرپرستی" (ولایت الفقیہ) کے بارے میں کچھ نہ تھا، انہوں نے آئین میں اس ادارے کی غیر موجودگی کے بارے میں کوئی اعتراض نہیں اٹھایا۔ یہ مسودہ آئینی اسمبلی میں شروع کا مسودہ سمجھا جاتا تھا۔ آئین کے ماہرین کی اسمبلی نے آئین میں "ماہرین قوانین کی سرپرستی" (ولایت الفقیہ) کے ادارے کا اضافہ کر دیا اور خمینی نے اس فیصلے کی سختی سے حمایت کی۔ انہوں نے دسمبر 1979 میں اپنی عوامی تقریر میں پہلی مرتبہ اس اصطلاح کو استعمال کیا: "اگر آپ "ماہرین قوانین کی سرپرستی" (ولایت الفقیہ) کی حمایت کریں گے، تو ملک کے لئے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔"

اس وقفے میں خمینی کے نظریے کا محور ماہر قانون کی حکمرانی کی بجائے نگرانی ہے۔ تاہم، وہ ایک مضبوط نگرانی کا حوالہ دے رہے تھے جس میں ویٹو اور اگر ضروری ہو، تو حکومتی امور میں شامل ہونے کا حق ہو۔ پیرس کے زمانے میں خمینی کا نظریہ 'ماہر قانون کی نگرانی کے تحت اسلامی جمہوریہ' ہے نہ کہ فقیہ حکمران یا "ماہر قانون کی سرپرستی" (ولایت الفقیہ) کی دینی حکومت۔ یہ نظریہ خمینی کے پہلے وقفے کے نظریے – ماہرین قوانین کی زیر نگرانی یا ان کی اجازت کے ساتھ ایک آئینی حکومت، کے بہت قریب اور اس کی ایک مزید ترقی یافتہ شکل ہے۔ یہ دونوں نظریے مختلف ہیں اور نجف کے زمانے کے نظریے – عوامی میدان عمل میں ماہرین قوانین کی سرپرستی (الولاية الاما للفقہا) سے کافی دور ہیں۔

نظریہ تہران

1979-89 کا چوتھا وقفہ 1979 کے اوائل میں تہران میں تقریباً دو ماہ، قم میں ایک سال سے کم 1980-69 ، اور ان کی جون 1989 میں وفات تک تہران میں تقریباً نو سال کا احاطہ کرتا ہے۔ آیت اللہ خمینی فروری 1979 میں ایران واپس آئے اور مقبول عام انقلاب کامیاب ہوا۔ اسلامی جمہوریہ ایران اسی سال ایک قومی ریفرنڈم کی بنیاد پر اپریل میں قائم کی گئی، جیسا کہ انہوں نے وعدہ کیا تھا۔

اسلامی جمہوریہ کے آئین کا پہلا مسودہ، جس کو ایرانی قانون دانوں کی ایک کمیٹی نے خمینی کے دفتر میں تیار کیا تھا، بیلجیم کے آئین اور ایران کے 1905 کے آئین سے تحریک یافتہ تھا۔ اس مسودے کے مطابق صدر اور ارکان پارلیمان کو براہ راست شہریوں کے ذریعے منتخب کیا جانا تھا۔ ایک سپریم کونسل جن میں (اعلیٰ ترین شیعہ حکام کے منتخب کردہ) پانچ ماہرین قانون اور (ارکان پارلیمنٹ کے ووٹوں سے منتخب کردہ) چھ وکلاء کو پارلیمنٹ کے مسودہ جات برائے قوانین کی نگرانی کرنے کا حق تھا تاکہ وہ اسلامی قواعد اور اخلاقی قوانین اور آئین کی دفعات کے ساتھ ہم آہنگ ہوں۔ ماہرین کی اسمبلی، جو 80% سے زائد مذہبی پیشواؤں پر مشتمل تھی، نے آئین کے اس مسودے پر بہت زیادہ نظر ثانی کی، اس کے سیاسی ڈھانچے کو تبدیل کیا اور ماہر قانون حکمران (ولایت الفقہیہ) کے مقام کو مرکز میں لائے، یہ یقینی بناتے ہوئے کہ اس کی رضامندی اور اجازت کے بغیر کچھ نہ کیا جا سکے۔

تاہم، آئین نے عوامی ووٹوں کو اسلامی جمہوریہ اور خود حکومت – صدر، ارکان پارلیمان، سٹی کونسلوں، اور ماہرین کی اسمبلی کے ارکان کی بنیاد کے طور پر تصدیق کیا۔ حکمران ماہر قانون کے مقرر کردہ ماہرین قوانین اور پارلیمنٹ کے ووٹوں کے ذریعے منتخب کردہ 6 وکلاء پر مشتمل سرپرست کونسل کو یہ حق ہوگا کہ پارلیمنٹ کے مسودہ جات برائے قانون کو ویٹو کرے اور تمام انتخابات کی نگرانی کریں۔ آئین دو حصوں میں منقسم بنیادوں پر مبنی تھا، اور اسلامی جمہوریہ کی متضاد روح کا ایک اظہار تھا۔ آیت اللہ خمینی نے اسلامی ریاست کے مرکزی حصے کے طور پر ماہر قانون کی سرپرستی کی وکالت کی، یہ دعویٰ کرتے ہوئے کہ حکومت اس کے بغیر بالکل ناکارہ ہوگی۔ اگرچہ ایرانیوں نے 1979 کے آئین کو منظور کر لیا، تاہم اس کے ریفرنڈم (دسمبر 1979) میں شرکت پہلے ریفرنڈم (مئی 1979) کی نسبت 25% کم تھی۔

آیت اللہ خمینی کی حکمرانی جرمن ماہر علم تشریح کے جواز (Weberian legitimacy) کی تمام تینوں اشکال پر مبنی تھی: ایک اعلیٰ شیعہ اختیار کے طور پر روایتی اسلامی جواز، کرشماتی اختیار، اور جمہوری قانونی اختیار۔ اول الذکر ان کے لئے اہم ترین تھا، دوسرا عوام کے لئے ایک پیش قدمی تھی، اور آخر الذکر جدید ریاست کا ایک تصور ہو سکتا تھا۔ ان کے حتمی نظریے کی اصل یہ حقیقت تھی کہ انہیں زیر عمل براہ راست انتظامیہ میں مشکلات کا سامنا تھا، اور انہوں نے اس کے مطابق اپنے سیاسی نظریے پر نظر ثانی کی۔ ان مراحل سے گذرے بغیر اس حتمی نظریے تک پہنچنا ناممکن ہوتا۔ ان کے دور اقتدار کے دوران چار مرحلوں میں امتیاز کیا جا سکتا ہے:

انہوں نے اس مفروضے کے ساتھ حکومت کا آغاز کیا کہ اسلامی اُمہ کا نظم و نسق شریعت کے بنیادی قوانین (الاحکام الشریعہ الاولیہ) کے ذریعے کیا جا سکتا ہے، جیسے زکوٰۃ (الزکوٰۃ والخمس)، نیکی کی تلقین اور بدی سے ممانعت (امر بالمعروف و نہی عن المنکر)، جمعے کی نماز، اسلامی ضابطہ تعزیرات (الحدود والتعزیرات)، بدلہ (الْقصاص) و علی ہذاقیاس۔

وہ سمجھتے تھے کہ شریعت (جیسی کہ یہ ہے) کو نافذ کرنا کام نہیں کرے گا۔ 1980 میں، انہوں نے شریعت کے قوانین میں نئے اجتہاد کے ذریعے پارلیمان کی مدد کی۔ 1982 میں انہوں نے قوانین ضرورت (الاحکام الضروریہ) کو شریعت کے ثانوی قوانین قرار دیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ عوامی میدان عمل میں شریعت کے کئی قوانین کو ایک ماہر قانون کی اجازت کے ساتھ پارلیمانی مسودہ ہائے قوانین کے ذریعے نظر انداز کیا گیا تھا۔ ثانوی قوانین کو ذاتی امور کی بجائے امور عامہ میں استعمال کرنا اس نظریے کا ایک اور اختراعی پہلو ہے۔ روایتی شیعہ حکام اور سرپرست کونسل میں ان کے نمائندوں نے رسمی شریعت کے قوانین کے نفاذ کی مزاحمت کی۔

جدید عہد میں ان انتظامی مسائل کا سامنا کرتے ہوئے، جو کسی بھی ملک میں عام ہیں، اور قوانین ضرورت کی کمزوریوں سے نپٹتے ہوئے، آیت اللہ خمینی کو آخر کار اپنی جدید ریاست کے نظریے میں تیسرے مرحلے کو جانچنا پڑا۔ 1986 کے لگ بھگ انہیں احساس ہوا کہ یہ وقت ہے کہ "عوامی مفاد" کو اسلامی جدید ریاست کا بنیادی جزو بنایا جائے۔

آیت اللہ خمینی کے نام اپنے کھلے خط (نومبر 1978) میں وزیر محنت نے شریعت اور عوامی مفاد کے دقت طلب مرکز انقطاع کے بارے میں دریافت کیا۔ خمینی نے ایک واضح جواب میں بیان کیا کہ اسلامی ریاست میں عوامی مفاد کے مطلق حقوق ہوتے ہیں۔ صدر اور نماز جمعہ کے امام نے اپنا جواب ایک روایتی انداز میں واضح کرنے کی کوشش کی۔ آیت اللہ خمینی اس وضاحت سے غیر مطمئن تھے، اور انہوں نے اپنے دسمبر 1987 کے تاریخی اعلان میں ایک نیا طریقہ کار واضح کیا۔

- "ماہر قانون کی مطلق سرپرستی (الولایت المطلق للفقہیہ) وہی سرپرستی ہے جو خدا نے پیغمبر [اسلام] اور [شیعہ] اماموں کو عنایت فرمائی تھی۔ یہ شریعت کے نمایاں ترین قوانین (الاحکام الالہیہ) میں سے ایک ہے جس کو شریعت کے تمام قوانین پر فوقیت حاصل ہے۔ شریعت کے قوانین کا ڈھانچہ [اسلامی] ریاست کے اختیار کو محدود نہیں کرتا۔ حکمرانی بنیادی قوانین میں سے ایک ہے اور تمام ماخوذ قوانین جیسے نماز (الصلوٰۃ)، روزہ (الصوم) اور حج مکہ (الحج) سے برتر ہے۔ [اسلامی] ریاست کو اختیار حاصل ہے کہ شہریوں کے ساتھ کئے ہوئے مذہبی معاہدوں کو یک طرفہ طور پر منسوخ کر دے، جب وہ معاہدے ملکی مفاد یا اسکام کے مفاد کے خلاف ہوں۔ [اسلامی] ریاست کو اختیار حاصل ہے کہ کسی عمل کو روک دے، قطع نظر اس کے کہ وہ عبادت (العبادی) ہو یا غیر

عبادت ہو، جب اس کا نفاذ اسلام کے خلاف ہو۔۔۔ یہ [اسلامی] ریاست کے احکامات ہیں، اور ان سے برتر دیگر معاملات بھی ہیں۔" 4

ان کے مطابق، ماہر قانون حکمران کو عوامی میدان عمل میں مطلق اختیار حاصل ہوتا ہے۔ وہ دلیل دیتے ہیں کہ جب شریعت کے قوانین اور عوامی مفادات میں اختلاف پیدا ہوتا ہے، تو عوامی مفاد کو قوانین شریعت پر غلبہ حاصل ہوگا۔ وہ عوامی مفاد پر مبنی قوانین کو "سرکاری قوانین" (الاحکام الحکومی) کہتے تھے۔ ان سرکاری قوانین کو بنیادی اور ثانوی قوانین شریعت، عبادت (العبادت) اور انسانی تعامل (المعاملات) سے متعلق قوانین دونوں پر فوقیت حاصل ہے۔ سرکاری قوانین کو جاری کرنا ماہر قانون حکمران کی مخصوص ذمہ داری ہے۔ خمینی کا اختراعی تصور عوامی مفاد کا تعین کرنے کے لئے ایک مشاورتی کمیٹی کا قیام تھا۔ روایتی شیعہ نظم و نسق کے مطابق، مصلحت الاماء (عوامی مفاد) اور القیاس (مطابقت) باطل اندازے ہیں، خصوصاً جب وہ قوانین شریعت سے اختلاف کرتے ہوں۔ شیعہ حکام میں سے کسی نے بھی اس تصور کی تصدیق نہیں کی۔

ماہر قانون کی مطلق سرپرستی (الولایت المطلق للفقہیہ) کی وضاحت اور تشریح درکار ہے۔ اس کے جوہر کو اس کے دو ہم قدر نمونوں کے ساتھ موازنہ کر کے بہتر طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔ شیعہ فقہ میں ماہرین قانون کے اختیار کے میدان عمل میں ماہرین قانون کی سرپرستی (ولایت الفقہیہ) کی تین اقسام ہیں:

اول، ماہرین قوانین کی کم از کم سرپرستی (ولایت الفقہیہ فی الامور الحسیبہ) کے پاس اختیار کی بہت چھوٹی سی قلمرو ہوتی ہے، اور ان کم سن افراد کے معاملات تک محدود ہوتی ہے، جن کا کوئی نگہبان نہ ہو، جیسے عوامی اوقاف یا یتیم خانوں کی دیکھ بھال کرنا۔ الامور الحسیبہ سے مراد وہ معاملات ہیں جن کے بارے میں قانون ساز (الشریع) چاہتا ہے کہ کسی بھی حالات میں ان کی دیکھ بھال کی جائے۔ انصاف پسند ماہرین قانون کی غیر موجودگی میں بھی انصاف پسند اہل ایمان کا یہ فرض ہوگا کہ ان کی دیکھ بھال کریں اور انصاف پسند اہل ایمان کی غیر موجودگی میں، کسی بھی مسلمان، بشمول بد کاروں (الفاسق) کا فرض ہے کہ کارروائی کریں۔ یہ کم از کم دائرہ اثر شہری امور کے لئے ضروری ہے۔ شیعہ ماہرین قوانین کی اکثریت ولایت الفقہیہ کی اس قسم میں یقین رکھتی ہے اور ماہرین قوانین کی طرف سے ایسے امور سے متعلق کارروائی کرنے کے اختیار کو تسلیم کرتی ہے۔

دوسرے تصور سے مراد ماہرین قوانین کی سرکاری میدان عمل میں عمومی سرپرستی (الولایت الاماء للفقہاء) ہے: اس قسم کی سرپرستی پورے سرکاری میدان عمل کا احاطہ کرتی ہے، یا دیگر الفاظ میں وہ امور جو شہری حکومتوں کو تفویض کرتے ہیں، جیسے سرکاری حکم، سیکورٹی عوامی دفاع، اور صحت عامہ۔ اس قسم کی سرپرستی پہلی قسم کی نسبت بہت بڑی ہوتی ہے۔ اس پر دو پابندیاں ہوتی ہیں: پہلی، اس قسم کی

⁴ خمینی کے فارسی میں مکمل کام کا اصل ذریعہ 21 جلدوں میں صحیفہ امام خمینی ہے، جو ان کے دفتر کی سرکاری ویب سائٹ جماران: <http://www.jamaran.ir> سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

سرپرستی کو عوامی مفاد کے مطابق نافذ کیا جانا ہوتا ہے (المصلحت الاماء)۔ دوسرے، اس قسم کی سرپرستی صرف قوانین شریعت، بشمول بنیادی اور ثانوی قوانین کی اجازت کردہ حدود کے اندر ہی مؤثر ہو سکتی ہے۔ میرا مطلب ہے کہ ماہر قانون کا اختیار فقہ تک محدود ہوتا ہے۔

تیسری قسم ماہر قانون کی مطلق سرپرستی (الولاية المطلق للفقہ) ہے۔ سرپرستی کی یہ قسم دوسری قسم سے بھی بڑی ہے۔ اگرچہ ماہر قانون کو چاہئے کہ عوامی مفاد کے مطابق اپنے فیصلے پر مبنی حکمرانی کرے، تاہم اس کا اختیار قوانین شریعت (بنیادی اور ثانوی قوانین) تک محدود نہیں۔ ماہر قانون کے پاس قلمرو کے مفاد کی بنیاد پر سرکاری احکام (الحکم الحکومی) جاری کرنے کا اختیار موجود ہوتا ہے۔ یہ سرکاری قوانین شریعت کے قوانین کے طور پر بھی شمار کئے جاتے ہیں، جو ماہر قانون کے اختیار کو اختیار بناتے ہیں۔ اس ضمن میں ایک دشوار اور اہم سوال یہ ہے آیا ماہر قانون کا اختیار آئین تک محدود ہے۔ یہ ایک متنازعہ نکتہ ہے جو خمینی کے بیانات میں مبہم ہے۔ ان کے نظریے کا جوہر اور منطق اس تصور کے قریب ہے کہ قائد اعلیٰ آئین سے بالاتر ہے، اور قانون، بشمول آئین کا جواز خود ماہر قانون کی منظوری پر منحصر ہوتا ہے۔ تاہم، چند بیانات ایسے ہیں جو اس کے خلاف کہتے ہیں۔ خمینی کے قدامت پرست اور اصلاح پسند مقلدین نے اس سوال کے ان دو جوابات سے اختلاف کیا ہے۔

تہران کے عرصے میں آیت اللہ خمینی کے سیاسی نظریہ کو 'ماہر قانون کی مطلق سرپرستی کے تحت اسلامی جمہوریہ' کہا جا سکتا ہے۔

نظریے کی بنیادیں

پانچ نظریے آیت اللہ خمینی کے "ماہر قانون کی مطلق سرپرستی" کے نظریے کو بنیادیں فراہم کرتے ہیں۔ پہلا، خمینی نے افلاطون کے فلسفی بادشاہ کے نظریے کو اپنایا اور اس کو تبدیل کیا جس میں انہوں نے فلسفی کو ماہر قانون سے بدل دیا۔ دوسرا، ابن العربی کے ایک مداح کے طور پر خمینی نے اس کے صوفی کے بطور "مکمل انسان" کے تصور کو لے کر صوفی کو ماہر قانون سے بدل دیا۔ تیسرا، انہوں نے شعبہ قیادت یا امامت کے نظریے میں توسیع کی، جس نے امام کو پیغمبر کے برابر کر دیا، دونوں کو خدا مقرر کرتا ہے۔ انہوں نے ماہر قانون کو بے خطا امام، جو لوگوں کا مطلق سرپرست ہوتا ہے، کے برابر لا کھڑا کیا۔ چوتھا، انہوں نے کرشماتی، دیومالائی ایرانی بادشاہ (فرح مند) کی خصوصیات ماہر قانون کو تفویض کر دیں۔ پانچواں، انہوں نے عوامی مفاد کی بنیادیں اور جدید ریاست کی مستعدی، جس کو انہوں نے نظام حکومت کی مصلحت کے ساتھ بدل دیا تھا، کو انجام کار اسلام کی خدمت کرنے کے لئے جمع کر دیا۔ پہلے چار نظریے قبل از جدیدیت ریاست سے تعلق رکھتے ہیں۔ صرف آخری نظریہ جدید ریاست کے نظریوں سے اخذ کیا گیا ہے۔

نظریے پر اعتراض کرنا

آیت اللہ خمینی کے نظریے کو "ماہر قانون کی مطلق سرپرستی" کہا جاتا تھا۔ اللہ، اس کا رسول، یا امام مہدی ماہر قانون کو اس اعلیٰ مقام پر فائز کرتے ہیں۔ اور ماہرین کی اسمبلی اس کی تقرری یا معزولی کو دریافت کرتی ہے (الکشف)۔ اس مکمل جدید نظریے میں، آیت اللہ خمینی نے عوامی مفاد کی بجائے "نظام حکومت کی مصلحت" کو استعمال کیا اور دعویٰ کیا کہ ریاست کی بجائے؛ ماہر قانون حکمران عوامی مفاد کا تعین کرتا ہے۔ ماہر قانون کی مطلق سرپرستی کے اس نظریے کا موازنہ تھامس ہابز (Tomas Hobbes) کے *leviathan* سے کیا جا سکتا ہے۔ آیت اللہ خمینی نے *leviathan* کو نہیں پڑھا تھا اور ہابز (متوفی 1679) کو نہیں جانتے تھے، لیکن ان کے خیالات مسلم تناظر میں ہابز کے خیالات سے بہت ملتے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ نظریہ دیگر مسلمانوں کے روایتی سیاسی نظریات کی نسبت زیادہ باضابطہ تھا۔ چونکہ یہ نظریہ لازماً ریاست کا ایک جدید نظریہ ہے، اسلامی تعلیمات کے مطابق اس کی معقولیت قابل گرفت ہے۔ عوامی مفاد کو ایک اسلامی ریاست کی ایک بنیاد کے طور پر لینا اور شریعت کے بنیادی اور ثانوی قوانین کو منسوخ کرنا فقہ کو ایک ماہر قانون کی اختیار کے ساتھ غیر مذہبی بنانا ہے۔ سیاسی اختیار شریعت کو عوامی مفاد کی سمت والے قوانین سے بدل دے گا۔ ہم اس عمل کے نتیجے میں پیدا ہونے والی چیز کو ایک مذہبی ریاست کیوں کہیں گے، اور ہمیں ان سرکاری قوانین کو قوانین شریعت کیوں کہنا چاہئے۔

آیت اللہ خمینی نے تمام سیاسی۔ سماجی، معاشی، ذاتی، عوامی، ثقافتی، اور حتیٰ کہ فوجی امور کو شامل کرنے کے لئے فقہ اور شریعت کے میدان عمل کو وسیع کیا۔ ان کا خیال تھا کہ فقہ کے پاس ماہر قانون کو ترقی دے کر ایک مطلق حکمران، جو ماہرین کے ساتھ مشاورت کے بعد حتمی فیصلہ ساز ہو، کے مقام پر پہچانے کی ایک جامع صلاحیت موجود ہے۔ آیت اللہ خمینی نے فقہ کی کمزوریوں کا ازالہ عوامی مفاد کی خدمت کر کے کرنے کی کوشش کی۔ ہم اس نظریے کو اُلٹا سکتے ہیں، اور منتخب ماہرین کو حتمی فیصلہ سازوں کے طور پر مقرر کر سکتے ہیں جو ماہرین قانون سے مشاورت کریں! فلسفہ قانون کے پاس سیاست، معاشیات، علم سماجیات، قانون، علوم انسان، اور سماجی سائنسوں کی جگہ لینے کی صلاحیت نہیں ہے۔

ایک ریاست کی انتظامیہ، نیز عوامی مفاد پر مبنی حکمرانی لازماً ایک غیر مذہبی کام ہے۔⁵ عوامی مفاد پر ایک جدید ریاست کی تعمیر کرنا ایک مستعد غیر مذہبی ریاست کے لئے ضروری ہے، قطع نظر اس کے باضابطہ مذہب کے۔ اس کے برعکس کہ آیت اللہ خمینی اور سنی بنیاد پرست (جیسے ابو الاعلیٰ مودودی یا سید قطب) اسے کیسا سمجھتے تھے، شریعت قانون کا ایک نظام نہیں ہے۔ شریعت اسلامی اخلاقی نیکیوں اور شائستہ

⁵ ایران کے ایک کیس اسٹڈی کے طور پر مزید معلومات کے لئے: یاسو یوکی میتسونگا، ایک فقہ کی سربراہی میں قائم ایران کی ایک انقلابی اسلامی ریاست کو بے دین بنانے کا عمل: اس کے طریق کار، طریق عمل، اور امکانات، جنوبی ایشیا، افریقہ اور مشرق وسطیٰ کے تقابلی مطالعہ جات (2009) 29(3): 468-482۔

اصولوں کا ایک مجموعہ ہے۔ لہذا دینی حکومت یا مذہبی ریاست کم از کم جدید عہد میں غیر معقول ہے۔ شریعت اپنی روایتی شکل میں ایک ریاستی قانون نہیں بن سکتی۔ اس پر عوامی مفادات کی بنیاد پر نظر ثانی کرنا اس کو ایک لادینی قانون کے سوا کچھ نہیں بنا سکتا۔ اس عمل کے نتیجہ میں حاصل شدہ چیز نوعیت کے لحاظ سے جدید ہوگی۔⁶

آیت اللہ خمینی کے نظریے کو چند ترامیم کے ساتھ ایک جدید ریاست کا نظریہ سمجھا جا سکتا ہے۔ پہلی، نام سے "اسلامی" ہٹا دیا جائے: رُوح کے لحاظ سے یہ ایک لادین نظریہ ہے اور یہ شریعت کو لادین بنانے کے عمل کا آغاز کرتا ہے۔ دوسری: ماہرینِ قانون کے لئے کوئی خداداد کردار یا خصوصی حقوق ختم کر دیئے جائیں: فقہ شریعت، جو اسلام میں اخلاقی نیکیوں اور شائستہ اصولوں کا ایک مجموعہ ہے، کا ایک ماہر ہوتا ہے۔ فقہ قانون، سیاست، معیشت، یا دیگر سماجی سائنسوں میں سے ایک نہیں ہے۔ ہمیں اس کے ساتھ اس کے جوہر اور صلاحیتوں سے ماورا توقعات وابستہ نہیں کرنی چاہئیں۔ تیسری، قائد اعلیٰ کو ریاست کی جگہ نہیں لینی چاہئے۔ ایران کے موجودہ آئین میں، ریاست کا سربراہ منتخب شدہ صدر ہوتا ہے جو شہریوں کے نمائندگان کے سامنے جواب دہ اور ذمہ دار ہوتا ہے، اور صدارت کا عرصہ 4 یا 8 سال تک محدود ہوتا ہے۔ قائد اعلیٰ مطلق اختیار کا حامل اور آئین سے بالا تر ہوتا ہے۔ وہ یوم حساب کو صرف خدا کے سامنے ذمہ دار ہوتا ہے، اور اس کی مدت غیر معینہ ہوتی ہے جو آمریتوں کی ایک خصوصیت ہے، اور ایسی خصوصیت ہے جو نہ تو جدید ہے اور ہی اسلامی۔

⁶ میں نے اس کتاب میں خمینی کے نظریے پر تفصیلی تنقید کی ہے اور اس کا تجزیہ کیا ہے: حکومت الولائی (دینی ریاست)، تہران نئے پبلشر، 1999ء دوسرا ایڈیشن: 2008ء۔ اس کے انگریزی، عربی اور انڈونیشی تراجم جلد ہی آ رہے ہیں۔ آپ خمینی کے نظریے پر میری تنقید کے بارے میں مزید معلومات ان دو مضامین سے حاصل کر سکتے ہیں: (1) ولایت الفقہ اور اسلام میں جمہوریت، ریاست اور سیاسی اختیار، قرون وسطیٰ کے مسائل اور جدید تفکرات، تدوین شدہ از عاصمہ افسرالدین، Palgrave، نیو یارک، 2011ء؛ (2) روایتی اسلام سے لے کر اس کے خود میں اختتام تک، *Die Welt des Islams* 51 (2011) 464-459، Brill، Leiden، ہالینڈ۔